UNIVERSAL LIBRARY
OU_232721
UNIVERSAL LIBRARY

إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ

رسالہ مولفہ سید اظہر علی صاحب ساکن قصبہ سہپوند موسوم

اثبات المتعہ

باہتمام بابو مرلیدہر صاحب مہتمم مطبع

در مطبع النوادر مصدر آگرہ طبع گردید

۱۹۸۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا و منقبت ائمہ ہدا علیہم التحیۃ و الثنا کے مخفی نرہے
کہ مولوی عبد الصمد صاحب ساکن سہسوان ضلع بداؤن نے شہر اٹاوہ مین
شیخ فدا حسین صاحب ساکن اٹاوہ سے وعدہ کیا تھا کہ مین حرام ہونا متعہ
نسا کا قران اور احادیث سے ثابت کرونگا آٹھہ مہینے تک شیخ صاحب موصوف
نے انتظار کیا لیکن مولویصاحب نے تحریر فرما کر کچھہ نہ بھیجا اس عرصہ مین شیخ فدا حسین
صاحب نے پہر مولویصاحب سے بالمشافہ کہا اسوقت وہ برہم ہوے ا
ہونا متعہ کا تو وہ کیا ثابت کرتے لیکن سوا اسکے اور خرافات ایک جاہل کے
نام سے تحریر کرکے بہیجی کہ جو مولویصاحب کی عدم تحقیق پر دلالت کرتی تہی ا
مولویصاحب کو تو کیا معلوم تہا غالب ہے کہ طعن السنان سے استنباط کر کے
وہ خرافات لکہی اور یہہ نہ دریافت کیا کہ یہہ راست ہین یا دروغ ہین اور اسکا جو
بہی لکھا ہوگا یا نہین اور ہر چند ہمکو جواب اسکا تحریر کرنا ضرور نہ تہا کہ سوال دیگر ج
دیا لیکن بتکلیف بعضی برادران ایمانی یعنی سید مظہر حسین صاحب وکیل و شیخ

ظہور حسین صاحب وکیل و منشی غلام عباس صاحب رئیس و سید غلام شبیر صاحب
وکیل و امیر علیصاحب و میر واجد علیصاحب و سید احمد علیصاحب و سید ممتاز علی
صاحب و نواب علیصاحب و نیز نظر بر آن کہ کوئی نادان گمان کرے کہ کسیکو اسکا
جواب نہ آیا اسواسطے اونکی خرافات کے جواب مین کچھہ مختصر سا تحریر کرتا ہون

قال الاشعری میر فدا حسین صاحب مہتمم الخمر عصمہ اللہ من الرجس اقول
داب شرفا سے بہت بعید ہے کہ کسی شریف کو ایسے القاب قبیحہ سے یاد کرے اور
اہتمام خمر کا تم اُن پر کیا طعن کرتے ہو تمہارے مشرب مین تو نوشیجان کرنا خمر کا
جائز ہے اور پینا اوسکا تمہارے امام اعظم کے نزدیک حلال ہے جب تک کہ
کف نہ پیدا کرے اگرچہ نشہ کرے چنانچہ ہدایہ مین لکہا ہے فخمر العنب المسکر
لیس بحرام ما لم یقذف بالزبد عند ابی حنیفہ وان اسکر حاصل یہہ
کہ شراب انگور نشہ لانیوالی کی حرام نہین ہے جب تک کہ کف نہ لاے نزدیک
ابو حنیفہ کے اگرچہ نشہ کرے اور بوزہ بھی امام اعظم کے نزدیک حلال ہے
چنانچہ کتاب اختلاف الائمہ رحمتہ للامتہ مین لکہا ہے والفقاع حلال
یجوز شربہ یعنی بوزہ حلال ہے جائز ہے پینا اوسکا اور ہدایہ مین لکہا
ہے کہ اوسکا پینے والا حد نہین مارا جاتا ابو حنیفہ کے نزدیک قال الاشعری
بعد ماملیون کے واضح ہو کہ بندہ کا یہہ اسلوب نہین ہے کہ کسیکی مذہب کی
معائب و مثالب کو بلا کسی چھیڑ چھاڑ کی فاش کرے چونکہ آپنی خواہ مخواہ ہمکو
اس امر پر مجبور کیا لھذا ھم بھی بحکم المجبور معذور کچھہ لکھتے ہین اقول ہمارے
مذہب کے معائب کو آپ کیا فاش کرینگے ہمارے مذہب مین کوئی عیب ہی نہین ہے

اپنی مذہب کی خبر لو کہ اوسمین کیسی کیسی عیوب داخل ہین چنانچہ معلوم ہوگا اور ہمنے
چھیڑ چھاڑ کچھہ ایسی نہین کی ہے پہلے آپ ہی نے خود وعدہ کیا تھا شیخ فدا حسین صاحب
سے متعہ کے اثبات حرمت کا اور وہ آپ سے ظہور مین نہ آیا اور شیخ فدا حسین صاحب
تو بموجب وعدہ آپ کے طالب ہوسے تہی اونہون نے ابتدا چھیڑ چھاڑ کی نہین کی اور جو
کچھہ آپنے لکھا ہے اوسکا جواب آپکے لئے موجود ہے **قال الاشعری** آپ جو ہمسے
عدم جواز متعہ کا ثبوت طلب کرتے ہین یہہ عجب بات ہے کیونکہ مانع سے دلیل
نہین طلب کیجاتی ہے بلکہ اوسکو احتمال کافی ہے **المانع یکفیه الاحتمال**
اقول آپ سے عدم جواز متعہ کا طلب کرنا عجب نہین ہے اسلئے کہ آپنے
اوسکے اثبات عدم جواز کا دعوی کیا تھا اور آپ مانع ہرگز نہین ہین بلکہ آپ مدعی
عدم جواز کے ہین اور مانع تو آپ اوسوقت ہوسکتے تہی کہ جب شیخ فدا حسین صاحب
دعوی کرتی اوسکی اثبات جواز کا اور دعوی تو آپہی کیا ہے عدم جواز کا اور وہ آپسے ثابت نہو سکا تو
گریز کرکے یہہ عذر بیجا نکالا کہ ہم مانع ہین اور مانع کو احتمال ہے کفایت کرتا ہے **قال
الاشعری** ثبوت آپکے ذمہ ہے کیونکہ آپ مدعی جواز ہین **اقول** ہرچند ہم مدعی
جواز ہین لیکن شیخ فدا حسین صاحب نے وعدہ اوسکے اثبات جواز کا نہین کیا
اور آپنے اثبات عدم جواز کا وعدہ کیا تھا اسواسطے اوسکا اثبات آپکے ذمہ لازم
تہا اور ہرچند ہمنے وعدہ اثبات جواز کا نہین کیا لیکن تبرکاً تیمناً کتب اہلسنت سے
اوسکو ہم علی سبیل الاختصار ثابت بھی کردیتے ہین **قال الله تعالی فما
استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فریضه** یعنی پس جو عورت
کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھہ اوسکے اون عورتوں مین سے پس دو تم جو رہ اونکا مقرر

کیا ہے اس آیت سے متعہ کئے وجہ سے ثابت ہے ایک تو یہہ کہ اکثر مفسرین اہلسنت نے
اتفاق کیا ہے کہ یہہ ہی آیت کہ جو بالفعل قرآن مین موجود ہے قطع نظر دوسری قراءت کے
متعہ کی مباح ہونی مین نازل ہوئی ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین
عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ نزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ولم ینزل
بعدھا آیۃ تنسخہا یعنی نازل ہوئی ہے آیت متعہ کی کتاب خدا مین اور نہ نازل ہوئی
بعد اوسکے ایسی کوئی آیت کہ منسوخ کردے اوسکو اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک
مین اور زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ یہہ آیت متعہ مین نازل ہوئی ہے اور
زاہدی نے تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ بذکر اجر گفتہ و مہر و صداق
نگفت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اور جلال الدین سیوطی نے تفسیر درمنثور
مین روایت کی ہے فما استمتعتم بہ منہن یعنی نکاح المتعۃ اور ایک وجہہ یہہ
کہ یہہ آیت موافق قراءت اکثر اصحاب کے اس طور سے تہی کہ فما استمتعتم بہ
منہن الی اجل مسمی فآتوھن اجورھن فریضہ یعنی جس کسی سے
کہ متعہ کیا ہے تمنے ساتھہ اوسکے اون عورتون مین سے ایک مدت معین تک پس
دو تم اونکو اجورہ اونکا کہ فرض ہے چنانچہ امام رازی نے تفسیر کبیر مین لکھا ہے
کہ ابی ابن کعب نے اور ابن عباس نے اس آیت کو اسی طرح پڑہا ہے اور ثعلبی
نے اپنی تفسیر مین حبیب ابن ثابت سے روایت کی ہے اور زمخشری نے کشاف مین
لکھا ہے کہ ابن عباس نے اس آیت کو اسطرح پڑہا ہے اور حاکم نے مستدرک
مین لکھا ہے کہ ابو سلمہ کہتا تھا کہ سنا مینے ابو نضرہ کو کہ کہتا تھا کہ ابن عباس
نے اس آیت کو اسیطرح پڑہا ہے اور کہتے تہے ابن عباس کہ واللہ خدا نے

تعالی نے اس آیت کو اسیطرح نازل کیا ہے اور بغوی نے تفسیر معالم التنزیل
مین اسی روایت کو بیان کیا ہے جب اسقدر علماء اہلسنت نے بیان کیا ہو کہ اس آیت
مین الی اجل مسمی بہی تہا تواب سوا متعہ کے اور کچہہ نہین ہوسکتا اور صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ عطا کہتا تہا کہ جابر ابن عبد اللہ واسطے بجالانے عمرہ کے
مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور لوگ اونسے مسایل پوچہتے تہے یہان تک کہ متعہ کو
بہی پوچہا تو اونہون نے فرمایا کہ استمتعنا علی عہد رسول اللہ وابی بکر
وعمر یعنی متعہ کیا ہمنے زمانہ رسول خدا صلعم اور ابوبکر اور عمر مین یعنے جبتک کہ عمر نے
منع نہین کیا تہا اور ابو الزبیر نے مجکو خبر دی ہے کہ کہتا تہا سمعت جابر بن
عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقیق الایام علی
عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر حتی نهی عمر عمرو بن الحریث یعنی
سنا مینے جابر کو کہتا تہا کہ متعہ کرتے تہے ہم ساتہہ ایک مٹہی کے خرما اور آٹے کے
دنون مین تک زمانہ مین رسول خدا صلعم اور ابوبکر کے یہان تک کہ منع کیا عمر نے
عمرو بن حریث کو اور عینی شارح صحیح بخاری نے ابو سعید خدری اور جابر سے روایت
کی ہے وہ کہتے تہے کہ انا تمتعنا الی نصف خلافه عمر حتی منع عمر الناس فی
شان عمرو بن الحریث یعنی تحقیق متعہ کیا ہمنے نصف خلافت عمر تک یہان تک
کہ منع کیا عمر نے آدمیونکو بیچ شان عمرو بن حریث کے اور جلال الدین سیوطی نے
تفسیر در منثور مین اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر مین اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر
مین لکھا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ لولا ان عمر نهی عن المتعة ما زنی الا
شقی یعنی اگر یہہ بات نہوتی کہ تحقیق عمر نے منع کردیا ہے متعہ کرنے سے تو سوا شقی

کے کوئی زنا نکرتا اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکہا ہے اور ابن عباس سے روایت کی
ہے کہ انہون نے فرمایا ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا امۃ محمد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ولولا نہیہ عنہا ما زنی الا شقی الا قلیل
یعنی تہا متعہ مگر رحمت کہ رحم کیا تہا خدائے تعالی نے ساتہہ اوسکے امت محمد صلعم
کو اور اگر نہ منع کرتا اوس سے عمر تو نہ زنا کرتا مگر شقی یعنی تہوڑے آدمی اس طرح کے
روایتین اہلسنت کی کتابون مین کثرت سے ہین لیکن واسطے اختصار کے اسی قدر لکہی
گئی اور اون روایتون سے معلوم ہوا کہ متعہ بحکم خدا مباح تہا لیکن عمر نے اپنی
خلافت مین اوسکو اپنی رائے سے منسوخ کر دیا اور رسول خدا صلعم کی زمانہ مین
وہ منسوخ نہوا تہا چنانچہ روایات مذکورہ سے ثابت ہوا اور تفسیر کبیر مین اور تفسیر
ثعلبی مین عمران بن حصین سے روایت ہے کہ کہا کہ نزلت ایۃ المتعۃ فی کتاب اللہ
ولم تنزل بعدہا ایۃ تنسخہا وامرنا بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وتمتعنا معہ ومات ولم ینہ عنہا ثم قال رجل برایہ یعنی کہا
عمران بن حصین نے کہ نازل ہوئی ایت متعہ کی کتاب خدا مین اور نہ نازل
ہوئی بعد اوسکے کوئی ایسی آیت کہ منسوخ کرے اوسکو اور حکم کیا تہا ہمکو ساتہہ
اوسکے رسول خدا صلعم نے اور متعہ کیا ہمنے ساتہہ اوسکے یعنی زمانہ مین اونحضرت
کی اور وفات پائی اوس حضرت نے اور نہ منع کیا اوس متعہ سے پہر کہا ایک مرد نے
ساتہہ رائے اپنی کے یعنی عمر نے متعہ کو حرام کر دیا اور عمر نے جو متعہ کو منع کیا ہے
تو اونکی منع کرنیکی روایتین کتب اہلسنت مین کئی طرح کے مرقوم ہین بعضی روایات
لکہتا ہون اور اونکو اوسپر قیاس کر لینا چاہیئے کتب احادیث صحاح مین اور

تفسیر کبیر وغیرہ مین لکہا ہے کہ روی عن عمر قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین
فی عہد رسول اللہ و انا انہی عنہما و متعہ الحج و متعہ النساء یعنی روایت
کی گئی اس طرح کہ تحقیق عمر نے کہا اوپر منبر کے کہ دو متعہ تھی مشروع یعنی حلال زمانہ
رسول خدا صلعم مین اور مین منع کرتا ہون اون دونون سے ایک تو متعہ حج ہے اور
دوسرا متعہ زنان اور بعضے روایت مین اہل سنت کے آیا ہے کہ عمر نے کہا انا احرمہما
واعاقب علیہما یعنی مین حرام کرتا ہون اون دونون کو اور عذاب کرتا ہون اون
دونون پر اس روایت سے معلوم ہوا کہ دونون متعہ رسول خدا صلعم کے زمانہ مین
حلال تھے اور منسوخ نہین ہوے تھے لیکن عمر نے اونکو حرام کر دیا اور علامہ قوشجی
نے شرح تجرید مین اور ملا سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد مین لکہا ہے کہ
ان عمر صعد المنبر وقال ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن متعہ الحج و متعہ
النساء و حی علی خیر العمل یعنی تین چیزین ہین کہ جو رسول خدا صلعم کی زمانہ مین
حلال تہین اور عمر نے اونکو حرام کیا متعہ حج اور متعہ زنان اور حی علی خیر العمل اذان
مین کہنا اور جو کچھہ کہ تاویلین عمر کے قول مین کرتے ہین وہ سب پوچ اور واہی ہین اور
رد یہ بات کا انکار کرتا ہے ... اور جواب سب کا مرقوم ہے اور سواے اسکے یہہ بات
ہے کہ غیر معصوم کے قول مین تاویل نہین ہوسکتی چنانچہ ملا علی قاری نے اپنے
رسالہ مین لکہا ہے اور جب مریدان عمر نے دیکہا کہ عمر نے متعہ کو حرام کیا ہے اور
رد کرنا حکم خدا کا کفر ہے تو واسطے اصلاح حال عمر کی اپنی طرف سے طرح طرح کی
روایتین بنائین کہ متعہ رسول خدا ہی کے زمانہ مین منسوخ ہوگیا تھا اور

جو لوگ کہ اصحاب رسول خدا مین سے کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہوا اونکو منسوخ ہونیکی خبر نتھی اور منسوخ ہونا صحیح جو نہین ہے تو کبھی تو کہتے ہین کہ تین روز کے واسطے مباح ہوا تھا اور کبھی کہتے ہین کہ خیبر مین متعہ اور گوشت خر اہلی حرام ہوا اور اوطاس مین پہر مباح ہوا اور پہر حرام ہوا اور فتح مکہ مین اور حجۃ الوداع مین مباح ہوا غرض یہہ ہے کہ صحیح ایک قول بہی نہین ہے طرح طرح سے ایجاد کرکے کہتے ہین اور خیبر مین اوسکے حرام ہونیکا قول اگر تسلیم کیا جاے تو پھر اوس فائدہ اہل سنت کو نہین ہے اسواسطے کہ فتح مکہ اور حجۃ الوداع کہ یہہ خیبر کے بعد ہین ان دونون مین مباح ہونیکی روائتین موجود ہین چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے پہر خیبر مین حرام ہونے سے کیا فائدہ اب دیکھو کہ ہمنے متعہ کے ہونیکو اہل سنت کے کتابون کی روائتون سے ثابت کردیا ہے اگر تمکو کچھہ غیرت ہے تو تم شیعون کی کتابون سے اوسکا عدم جواز ثابت کرو اور تمہاری روائتین جو کچھہ اسکے عدم اباحت یا منسوخ ہونے پر دلالت کرتے ہین وہ سب موضوع اور دروغ ہین کہ حضرت عمر کی رعایت کے واسطے بنائے گئے ہین شیعون کے مقابلہ اون روائتون کا ذکر کرنا بڑی حماقت کی بات ہے قال الاشعری نے سنے بلکہ اپکی اکابر متعہ کے قریب بوجوب ہونیکی مقرر ہین جیسا کہ خلاصۃ المنہج مین لکھا ہے کہ ممتوعہ سے کے بچے لینے مین حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے اور ہر شہوت کے بدلے لیک نیکی لکھی جاتی ہے اور جو بغیر متعہ کے مرگیا قیامت کے روز بدشکل اوٹہیگا اور ناک اوسکی کٹی ہوئی

اقول واجب اور قریب بوجوب تو ہمارے نزدیک متعہ نہین ہے بلکہ مستحب ہے اور جو اعمال کہ سنت ہوتے ہین اونکے بجالانے مین ایسا ہی بے حد وحساب

ثواب ہوتا ہے اور واسطے ترغیب کے نہایت مبالغہ اونکے ثواب مین ہوتا ہے
اور اسمین کچھہ خصوصیت شیعون کی نہین ہے بلکہ اہل سنت کی کتابونمین ایسا
بلکہ اس سے زیادہ موجود ہے کہ فعل قلیل پر ثواب کثیر ملتا ہے لیکن اس مبالغہ
کرنے سے وہ قول واجب نہین ہوجاتا ہے اپنے گھر کی تو خبر نہین دوسرون پر اعتراض
کرتے ہین دیکھو پیر دستگیر اہل سنت کی کتاب غنیۃ الطالبین مین لکھتے ہین کہ رسول
خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے روز اپنی زوجہ سے مجامعت کرے اور اگر
نماز جمعہ کو جاوے تو اوسکو ہر قدم پر ثواب سال بھر کے روزیکا اور تمام سال
کی نماز کا ہوگا اور اوسی کتاب مین لکھا ہے کہ جو شخص ماہ رجب مین نو روزہ
رکھی تو وہ جسوقت کہ قبر سے نکلیگا تو نور اوسکے مونہہ کا تمام اہل محشر کو روشن کردیگا
اہل محشر کہین گے کہ یہہ پیغمبر برگزیدہ ہے اب انصاف کرنا چاہیے کہ بعضی فساق بھی
رجب مین نو روزہ رکھتے ہین کیا مثل پیغمبر برگزیدہ کے ہوجاتے ہین اور ایسے ہی مبالغہ سے
کیا یہہ عمل قریب بوجوب ہوگیا یہہ تو ثواب مین متعہ سے بھی بہت بڑھکر ہے اور مشکوٰۃ
مین انس سے روایت ہے کہ جو شخص چاہے کہ خدا سے ملاقات کرے پاک اور
پاکیزہ ہو کر گناہون سے تو حرائر سے یعنی آزاد عورتون سے نکاح کرے اب دیکھو
ثواب تزویج حرائر کا محض کہ حظ نفس اور شہوت رانی ہے کہ نسے کہان تک پہونچا
کہ گناہون سے بالکل پاک ہوگیا اور متعہ مین یہہ بات کہان ہے اور جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کو جاوے اور میری زیارت اوسنے نکی تو مجھہ پر جفا
اوسنے کی سو حضرت کے روضہ کی زیارت نکرنے سے آدمی کافر نہین ہوجاتا ہے
اور جفا کرنی اون حضرت پر کفر ہے اور جب کافر ہوگیا تو ہوسکتا ہے کہ قیامت

کے روز بار شکل اور نکٹ ہو کر اوٹھی سو حضرت نے بہہ مبالغہ فرمایا ہے اور ایسا
ہی متعہ مین مبالغہ ہے واسطے ترغیب کے اور حقیقت مین تارک متعہ بدشکل اور
نکٹ ہو کر نہ اوٹھیگا اور سوائے اسکے یہہ ہے کہ مراد اس سے یہہ ہے کہ یہہ واسطے
اوس شخص کے فرمایا ہے کہ جو کوئی منکر متعہ کا ہو وہ قیامت کے روز ایسا اوٹھیگا
نہ اوسکا مباح جانیوالا **قال الاشعری** اب خیال فرمائی کہ آپ کے مذہب
مین متعہ کی دو قسم ہین اول متعہ دوریہ دویم متعہ وحدانیہ تعریف متعہ دوریہ کی یہہ
ہے کہ ایک عورت سے دس بیس شیعہ ملکر متعہ کرین اور اپنی اپنی باری اوسکے
ساتھہ جماع کرین جیسا کہ صاحب مصائب النواصب نے لکھا ہے اور قسم ثانی
اوسکو کہتے ہین کہ ایک شخص متعہ کرے **اقول** ہمارے مذہب مین متعہ کی ہرگز دو قسم
نہین ہین بلکہ ایک ہی قسم ہے کہ جو ایک شخص کرے اور متعہ دوری ہمارے نزدیک
باطل ہے اور اکثر وکثرت سے کتابین شیعونکی مذہب کے فقہ کی ہندوستان مین
موجود ہین اور مسائل متعہ اونمین موجود ہین لیکن متعہ دوریہ کی صورت کسی کتاب
مین نہین اور نہ اس متعہ کا کہین ذکر ہے اور صاحب مصائب النواصب مجتہد نہتی
البتہ مناظرہ مین انکو مہت دخل تھا اور یہہ مصائب النواصب بہی مناظرہ ہی
کی کتاب ہے ایک ناصبی کے جواب مین فقہ کی کتاب نہین ہے اور مسئلہ فقہیہ
اگر فقہ کی کتاب مین ہو اور لکھا ہو کہ فلانے مجتہد کے نزدیک اس طرح سے ہے
تو اوسکا اعتبار ہوتا ہے اور مصائب النواصب مین اگر لکھا بھی ہے تو اوس عورت
سے لکھا ہے کہ جو عورت برسے سن کی ہو اور حیض آنا اوس سے اور بچہ جننا موقوف
ہوگیا ہو سو ایسی عورت مین از روے شرع کے کیا قباحت ہے اور احتیاط

اس امر کی اوسوقت ہوتی ہے کہ عورت کو حیض آتا ہو اور بچہ جننی ہو کہ نطفہ ایک
شخص کا دوسرے شخص کے نطفہ سے مشتبہ نہو جاوے اور اسواسطے اوسکے لئے
عدہ مقرر ہوا ہے ورنہ عدہ کی کیا احتیاج تھی اور جو ایسے بڑے سن کو پہونچی ہو
کہ حیض اور جننا اوسکا بند ہو گیا ہو تو اوس عورت کو عدہ مین بیٹھنے کی احتیاج نہین ہے
چنانچہ خداے تعالی فرماتا ہے واللائی یئسن من المحیض من نساء کم ان
ارتبتم فعدتهن ثلثة اشهر اس سے معلوم ہوا کہ اگر شک ہو کہ حیض عورت
کا معلوم نہین کہ سن کے زیادہ ہونے سے بند ہوا ہے یا کسی عارضہ سے تو عدہ
اوسکا تین مہینہ ہین اور اگر شک نہو بلکہ سن کے تقاضے سے حیض کے بند ہونیکا
یقین ہو تو اوسپر عدہ نہین ہے اور یہی مذہب اکثر علما کا ہے اور خدا تعالی
نے بہی اسیواسطے اوسکے عدہ کو بیان نہین کیا ہے اور جب عدہ اوسکے واسطے
نہوا تو پہر باعتبار شرع کی متعہ دوریہ مین بفرض و تسلیم کیا قباحت ہے لیکن معترض
کو اپنے مذہب کی خبر نہین ہے کہ اونکے مذہب مین نکاح دوری جائز ہے اور اسکے
بہی قید نہین ہے کہ زیادہ سن کی ہو بلکہ بیس پچیس برس کی ہو تو بہی یہہ صورت جائز
ہے امام زفر کے نزدیک چنانچہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ مین لکہا ہے اگر کوئی عورت
طاقت رکہتی ہو تو ایک دن مین بیس پچیس مردون سے نکاح کر کے مجامعت کرواسکتی
ہے ہر ایک شخص کی وار سے اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ زید اپنی زوجہ کو طلاق
بائن دیوے اور اوسی عدہ مین اوس سے پہر نکاح کرے اور مجامعت سے
پہلے اوسکو طلاق دیوے تو زفر کے نزدیک اس صورت مین عدہ اوس سے
ساقط ہے اور اوسوقت جائز ہے اوس عورت کو کہ عمر سے نکاح کر لیوے اور

اگر عمر بہی اوس سے مجامعت کر کے طلاق باین اوسکو دیوے اور عدہ مین بعد ایک گہڑی
کے اوس سے نکاح کرلیوے اور قبل مجامعت کے پہر اوسے طلاق دیوے تو جایز ہے
اوس عورت کو کہ موافق مذہب زفر کے عدہ مین نہ بیٹہی اور پہر اوسیوقت پہر زید سے یا بکر
سے نکاح کرلیوے اور جب بکر سے نکاح کریے تو بکر بہی اگر اوس نے مجامعت
کر کے طلاق باین دیوے اور بعد ایک گہڑی کے عدہ مین پہر نکاح کر کے مجامعت
سے پہلے طلاق دیوے تو وہ عورت موافق مذہب امام زفر کے عدہ مین نہ بیٹہی
اور اوسیوقت زید سے یا عمر یا خالد سے نکاح کر لیوے اور مجامعت کروا ے اسی
طرح جسقدر اوس عورت مین طاقت ہے یا تو اونہین شخصون سے ایک کے بعد دوسرے
سے یا ہر ایک مرد جدید سے جماع کرواتی جاسے اور طلاق لیتی جاسے اگر ان چار
پانچ ہی مردون سے باری باری نکاح کریگی تو صورت دورکی ہوگی اور اگر ہر ایک
مرد جدید سے نکاح کریگی تو بعید نہین کہ ایک دن مین بیس مردون سے بلکہ زیادہ سے
مجامعت کروانیکی نوبت پہونچی چنانچہ شرح وقایہ مین لکہا ہے ولو نکح معتدنہ
من باین وطلق قبل الوطی فعلیہ مہر تام وعلیہا عدۃ مستقلہ هذا
عند ابیحنیفۃ وابی یوسف فان اثر الوطی فی النکاح باق وهو العدۃ
فصار کان الوطی حاصل فی هذا النکاح وعند محمد یجب علیہ نصف
المہر وعلیہا اتمام العدۃ الاولی فتنقضی عدۃ الطلاق الثانی لان
الزوج طلقہا قبل الوطی فیہ وعند زفر لا عدۃ علیہا اصلا لان
العدۃ الاولی سقطت بالتزوج ولم تجب بالنکاح الثانی بدلیل
بیان یعنی اگر نکاح کرے کوئی عدہ باین پانیوالی اپنے سے اور طلاق دیوے

پہلے وطی کی تو بس اوس مرد پر مہر تمام اور اوس عورت پر عدہ مستقلہ ہے یعنی تمام
عدہ پورا ایہ نزدیک ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے ہی اسواسطے کہ اثر وطی کا نکاح مین باقی
ہی اور وہ عدہ ہے پس ہو گیا گویا وطی حاصل ہے اس نکاح مین اور نزدیک محمد کے
واجب ہے اوس مرد پر نصف مہر اور اوس عورت پر تمام کرنا عدہ پہلے کا فقط اور نہین
ہے عدہ واسطے طلاق ثانی کے اسواسطے کہ شوہر نے طلاق دی ہے اوس عورت
کو پہلے وطی کے اوسمین اور نزدیک فرکی نہین عدہ اوس عورت پر ہرگز اسواسطے
کہ عدہ پہلا گر گیا ساتھہ نکاح کرینکے اور نہ واجب ہوا ساتھہ نکاح دوسرے کے
ساتھہ دلیل محمد کے انتہا اور جب عدہ بالکل واجب نہوا تو عورت اگر چاہے تو اوس
کسی سے نکاح کرے اور جب اس سے بھی یہی معاملہ پیش آئی تو تیسرے مرد سے
نکاح کرے وعلی ہذا القیاس جہان تک چلے **قال الاشعری** معلوم نہین
کہ آپ کونسے متعہ کی عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہین اگر اول کے ہین تو یہہ امر
جمیع شرایع مین بالبدایتہ حرام ہے **اقول** ہم اوس متعہ کے عدم جواز کے ثبوت
کی طالب ہین جسکا جواز ہم ابھی اہل سنت کے کتابون سے ثابت کرکے آئی ہین
لیکن اوس دلیل سے کہ مسلم فریقین ہو اور قسم اول کو ہم تو درست نہین جانتے ہین
لیکن تمہارے مذہب کے موافق وہ قسم نکاح اہلکی مین جاری ہو سکتے ہے جیسا کہ ہم ابھی
لکھہ چکے ہین **قال الاشعری** اور اگر آپ ثانی کے طالب ہین تو استبصار
اور تہذیب جواب کے کتب اربعہ سے ہین ملاحظہ فرمائے کہ اوسمین یہہ حدیث
موجود ہے و اھوا ھذا حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ لحوم
الحمر الاھلیہ و نکاح المتعہ یعنے حرام کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ

واٰلہ وسلم نے گوشت خر اہلیہ کا اور نکاح متعہ کا اقول استبصار اور تہذیب مین یہہ
روایت اس طرح سے نہین ہے اور اس روایت مین خیانت کرکے لکھدیا ہے کہ
حرم رسول اللہ لحوم الحمر الاھلیہ و نکاح المتعۃ اور حال یہہ ہے کہ یہہ
روایت اسطرح سے نہین ہے اور نہ صاحب کتاب نے مثل اور روائتون کے
اوسکو داخل کتاب کیا ہے بلکہ اوس روایت کی اطلاع کی ہے اور اوسکا حال ظاہر
کیا ہے اسطرح سے کہ و اما ما رواہ محمد بن احمد بن یحی المکتی بابی
جعفر عن ابی الجوزاء عن الحسین بن علوان عن عمرو بن الخالد عن
زید بن علی عن ابائہ عن علی علیہ السلام قال حرم رسول صلی اللہ
علیہ و الہ یوم خیبر الحوم الحمر الاھلیۃ و نکاح المتعۃ فان ھذہ
الروایۃ وردت مورد التقیۃ یعنی اور لیکن جو کہ روایت کیا ہے محمد بن
احمد نے اور فلانے اور زید بن علی سے یہان تک کہ علی علیہ السلام
سے کہ فرمایا کہ حرام کیا ہے رسول خدا صلعم نے بروز خیبر گوشت خر اہلی کا اور نکاح
متعہ کا یہہ روایت وارد ہوئی ہے مقام تقیہ مین انتہی اس روایت مین یہہ خیانت
کی کہ یوم خیبر کی لفظ کو محذوف کیا تا کہ اہل سنت کی روایت نہ ٹھہرے اور لفظ تقیہ کا
محذوف کیا تا کہ جواب سے یہہ روایت خالی ہو جاے سو صاحب استبصار اور
تہذیب نے اسطرح سے اس روایت کو لکھا ہے نہ یہہ کہ داخل کتاب کیا ہو اور
نہ جس طرح سے کہ تم کہتے ہو کہ جس سے گمان ہو جاے بروز خیبر حرام کر دینے کا سو
یہہ روایت بروز خیبر حرام کر دینی کی اہل سنت کی ہے اور شیعہ تو اس روایت کو
موضوع اور دروغ جانتے ہین اور صاحب استبصار نے مثل اور روایات

جوازکے اس روایت کو داخل کتاب نہین کیا ہے بلکہ اس روایت کی طرف کہ کسی سے سنی
ہوگی یا کہین دیکھی ہوگی اشارہ کرکے لکھتے ہین کہ فلانی روایت جو فلانے اور فلانے نے بیان
کرتے ہین وہ روایت تقیہ کی ہے اور کیونکر داخل کتاب کرتے کہ وہ تو پہلے ہی اس روایت
سے بیزار ہین کہ برابر روایتین جوازکی بیان کرتے چلے جاتے ہین اور سوا اسکے یہہ
ہے کہ بعضی راوی بھی اسکے حضرت عمر کے مریدون مین سے ہین کہ جیسے حسین ابن علوان
کہ نقاد الرجال مین اسکا سنّی ہونا لکھا ہے اور اہل سنت کے نزدیک بھی معتبر نہین ہے
چنانچہ ذہبی سنّی نے مغنی مین اوسکو ہالک اور متروک لکھا ہے اور باوجود اسکے وہ
روایت تقیہ کی کیونکر معارض ہوسکتی ہے روایات متفق علیہا طرفین کی کہ حضرت نے
فرمایا کہ لولا نھی عمر عن المتعہ ما زنی الا شقی چنانچہ کتب معتمدہ اہل سنت مین
مثل نہایہ ابن اثیر اور تفسیر نیشاپوری اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر درمنثور اور تفسیر
محمد بن جریر طبری اور تفسیر قرطبی اور کنز العمال وغیرہ کے لکھا ہے اور اگر ہم سب امور سے
قطع نظر کرین اور روایت استبصار کو تسلیم کرین تو بھی مطلب مخالف کا اس سے
نہین ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ کو متعہ حرام ہوا اسواسطے کہ اکثر روایات اہل سنت دلالت
کرتے ہین اس امر پر کہ رسولخدا صلعم نے بروز فتح مکہ اور حجۃ الوداع متعہ کو بحکم
خدا حلال اور مباح فرمایا ہے چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ مین لکھا ہے اور یہہ دونون
جنگ خیبر کے بعد ہین اسصورت مین حرمت متعہ خیبر کے روز کی بیکار ہے جسوقت
کہ بعد خیبر کے مباح ہوا ہو اور اوسکے بعد حرام ہونیکی کوئی روایت نہین ہے اب
تبلاؤ کہ روایت استبصار اور تہذیب نے تمکو کیا فائدہ بخشا قال الاشعری
جناب میر صاحب آپ اپنے مذہب سے کس کس بات کی عدم جواز کا ثبوت طلب کیجیگا

قول جو کچھہ ہمارے مذہب مین ہے وہ سب قرآن و حدیث سے ثابت ہے اب ہمکو کیا
ضرور ہے کہ تمسے کسی چیز کی عدم جواز کے ثبوت کے طالب ہون اور ایک امر کے عدم جواز
کے جو طالب ہوئے تھے تو تمسے ثابت ہو سکا اور اگر کسی اور امر کے عدم جواز کی ہم ثبوت کے آپسے
طالب ہونگے تو وہ بھی آپسے ثابت نہو سکیگا اور آپ ہی اولٹا الزام کھائنگے اور
جیسا کہ آپنے عدم جواز متعہ پیش کیا ہے ایسا ہی آپ اور امر کو بھی پیش کرینگے اور
ثبوت اسکو کہتے ہین کہ جو ہمنے متعہ کے جواز کو اہل سنت کے کتابون سے ثابت کیا ہے
اور آپنے بڑی تلاش سے ایک روایت استبصار و تہذیب کے خارج از مطلب سے
بیان کی جس سے تمہارا دعوی ثابت نہوا چنانچہ ہم لکھہ چکے قال الاشعری ملاحظہ
کیجے استبصار کو کہ جو منجملہ کتب اربعہ کی ہے اور معتمد علیہ طایفہ سے ہے اور اُسمین لکھا ہے
عاریت دینا فرج کا روا ہے آپ کیون متعہ کے جواز مین کاوش کرتے ہین یہہ
علاوہ اسکے دو دوا و زعفران موجود ہے اقول استبصار مین ہرگز یہہ روایت نہین ہے
اگر استبصار مین یہہ روایت تہی تو اُس روایت کو آپنے لکھا ہوتا اب لوگونکا دار جھوٹ
پر ہے اور جھوٹ ہی سے آپکے مذہب کی حفاظت ہے مولوی عبد العزیز صاحب نے
جو ہا افترے شیعون پر کرکے تحفہ مین لکھی ہین از ان جملہ ایک یہہ بھی ہے
کہ علماء امامیہ کا تو اُسکی عدم جواز پر اجتماع ہے کہ یہہ جایز نہین ہے آپ کہانسے
جھوٹی روایت بنا کر حوالہ استبصار کا دیا چنانچہ شرایع الاسلام مین لکھا ہے
اما استعارتها ای الجاریة للاستمتاع فغیر جایز بالاجماع یعنی
و رکھین عاریت لینا اُسکا یعنی کنیز کا واسطے فایدہ اوٹھانیکی پس غیر جایز ہے باجماع
جمیع علماء اور دوسری جگہہ لکھا ہے ولا یستباح وطی الامة بالعاریة لیکن

کرخی کے نزدیک کہ فقہاے اہل سنت مین سے ہے نکاح کرنا بلفظ عاریت جایز ہے چنانچہ
شرع کنز مین لکھا ہے ولا ینعقد النکاح بلفظ الاجارۃ والاعارۃ فی
الصحیح خلافا للکرخی + قال الاشعری اور صاحب حلیۃ المتقین نے لکھا
کہ بوسہ لینا فرج کا درست ہے ہم اسکے جواز اور عدم جواز مین کلام نہین کرتا
مگر اتنا ضرور کہتے ہین کہ آپکے اکابر نے ثیا اچھی بوسہ گاہ تجویز کی ہے قول ہمارے اکابر
کا بوسہ لینے کی تاکید نہین کی ہے کہ خواہ مخواہ بوسہ لیا کرو اور کہنا ضرور ہے کہ جو چیز
ہو وہ ہمیشہ عمل مین آیا کرے ابو حنیفہ کے نزدیک غیر کا ذکر اور فرج چھونے سے وضو نہین
ٹوٹتا ہے چنانچہ کتاب اختلاف الایمہ رحمتہ للامہ مین لکھا ہے لا ینقض وضو
الماس والممسوس علی کل حال - پس چاہیے کہ غیر کا ذکر اور فرج ہمیشہ چھوا
کرتے ہون اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہہ ہے کہ اگر حالت نماز مین اپنی زوجہ کی فرج کو
دیکھے تو نماز مین کچھ خلل نہین چنانچہ فتاوی قاضی مین لکھا ہے ولو نظر الی فرج
امراتہ التی طلقہا طلاقا قد جعا بغیر مراجعا ولا نقد صلوۃ فی الوجہ
کلھا فی قول ابی حنیفہ اسصورت مین چاہیئے کہ ہمیشہ حالت نماز مین
اپنی عورت کی فرج کو دیکھا ہی کرے اور مراد جواز بوسہ یعنے فرج سے یہہ نہین
کہ ہمیشہ اُسکے بوسہ ہی لیا کرے بلکہ مراد یہہ ہے کہ اگر اتفاق ہو جاے تو مضایقہ نہین
اور اصل اسکی یہہ ہے کہ خلوت مین ہنگام اختلاط اکثر امور اضطرار یہہ عمل مین
کرتے ہین اور مطلوب عورت سے استلذاذ ہوتا ہے اور اسیواسطے وہ ہوتی بھی ہے اگر اُس
حالت مین فرج کا بوسہ لیا تو اسمین کیا قباحت ہے اور اگر فرج کے بوسہ لینے مین احتمال
کے مونہہ مین آجانیکا ہے تو امام شافعی کے نزدیک تو منی پاک ہے اور اگر احتمال پیشاب

کے قطرے کے مونہہ مین آجانیکا ہے تو پیشاب سے تو قران کے آیت کا لکھنا واسطے شفا کے
ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے اور مونہہ کی توقیر قران کی آیت سے زیادہ نہین ہے
سوا اسکے یہہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب مین اگر بوسہ لینے کا حکم نہین ہے تو کسی کتاب مین ممنوع بھی نہین
لکھا ہے اور اصل شفا مین آیا ہے جب قال الاشعری اور کلینی نے لکھا ہے کہ عورت کو برہنہ
کرکے اوسکے ستر کو دیکھین بہتر اس سے لذت نہین ہے اقول یہہ قول پہلے قول سے بھی بدتر ہے
یعنی حلیلہ کو برہنہ کرکے اُسکے ستر کے دیکھنے مین کیا قباحت ہے جسوقت کہ دیکھنا اُسکا مباح
اور پہلے قول مین ہم لکھہ چکے ہین فتاوی قاضی خان سے کہ اگر حالت نماز مین اپنی زوجہ
کے ستر کو دیکھے تو نماز باطل نہین ہوتی اور اہلسنت کے مذہب مین بھی نظر کرنی طرف فرج عورت کے
مباح ہے چنانچہ کتاب اختلاف الائمہ رحمۃ للامۃ مین لکھا ہے والاصح من مذہب الشافعی
جواز النظر الی فرج الزوجۃ والامۃ وعکسہ وبذلک قال مالک وابو حنیفہ
اور اہلسنت کے مذہب مین تو اجنبی کے ستر کو دیکھنا مباح لکھا ہے جسوقت کہ وہ اجنبی حمامی ہو
چنانچہ جامع الرموز مین لکھا ہے کہ کان ابو حنیفۃ یری لصاحب الحمام ان ینظر
الی العورۃ اب طعن کرنا تمہارا شیعون پر بیجا ہے کہ تمہارے مذہب مین اوس سے
زیادہ ہے قال الاشعری اور ارشاد الاذہان مین لکھا ہے کہ ام الولد کا مباح کردینا
بھی پر منع نہین ہے اقول معلوم نہین کہ مباح کردینے سے کیا مراد ہے اُسکی تحلیل مراد ہے
یا بیع اُسکی غیر کے ساتھہ مراد ہے تحلیل کا ذکر تو بعد اسکے آیگا اور اگر مباح کردینے سے اُسکی
بیع مراد ہے تو یہہ اہلسنت کے نزدیک بھی جایز ہے چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے اذا ولدت
الامۃ من مولاہا صارت ام ولد یعنی جسوقت جنی لونڈی آقا اپنے سے تو
ہو جاتی ہے ام ولد اور بعد اسکے تہوڑے سے فاصلہ سے لکھا ہے کہ وله وطیہا و

استجد اصہا واجارتہا و تزیجہا یعنی اور واسطے اُس مولا کے ہے وطی اوس ام ولد کے اور خدمت لینی اوس سے اواجارہ اُسکا اور نکاح مین دینا اُسکا قال الاشعری اور روافی نے اصول سے نقل کیا ہے کہ مسمع نی سوال کیا حضرت امام کاظم علیہ السلام سے کہ نماز پڑہتا ہون در حالت نماز مین لونڈی سامنے سی نکل جاتی اور بسا اوقات اسکو مین اپنا اغوش مین کہینچ لیتا ہون وراپنے بدن سے لپٹا لیتا ہون امام صاحب نے فرمایا لا یعنی کہتک کر جاو کچہہ خوف ونڈ مین اقول پہلے آدمی کلام کو سمجہے اور دریافت کرے کہ مراد اس حضم کی کیا ہے تب گفتگو کرے اور ہے بدون سمجہے کلام کی اپنی طرف سے بیجا گند کمو کرے اور افترا پرداز مین اپنی اوقات کو بسر کرے بہاء رداینا قرہ سے بہت بعید ہے آپکو خبر بہی ہے کہ روایت مین لفظ جاریہ کا واقع ہوا ہے اور مراد اُس سے لونڈی نہین ہے بلکہ لڑکی صغیرہ مراد ہے جاریہ کلام عرب مین لڑکی صغیرہ کم سن کو بہی کہتے ہین جیسے کہ طفل صغیر کو غلام کہتے ہین اور وہ روایت یہہ ہے عن مسمع قال سالت ابا الحسن علیہ السلام فقلت اکون اصلی فتمر بی الجاریۃ فربما ضممتہا الی قال لاباس یعنی مسمع سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ سوال کیا مینے ابو الحسن سے یعنی امام موسی کاظم علیہ السلام سے پس کہا مینے کہ نماز پڑہتا ہون مین پس گذرتی ہے میرے پاس ہوکر لڑکی پس بسا اوقات لپٹا لیتا ہون مین اُسکو طرف اپنی گود مین لیتا ہون فرمایا کہ کچہہ مضایقہ نہین ہے اور اسی طرح اہلسنت کے کتب صحاح مین لکہا ہے کہ جناب رسول نماز پڑہتے تہے اور ہمراہ دختر زینب بنت رسول خدا صلعم کو گودی مین لیئے ہوئے تہے جب سجدہ مین جاتے تو اوس لڑکی کو اوتار دیتے تہے اور جب کہڑے ہوتے تو پہر اُسکو لے لیتے تہے اور ایسے ہی جامع الاصول مین لکہا ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی وھو حامل امامۃ بنت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فاذا سجد وضعها واذا قام حملها اسصورت مین جو جواب تمہارا ہے وہی
جواب ہمارا ہے اور کسقدر جھوٹ بنایا ہے اس روایت مین اول تو ترجمہ جاریہ کا لونڈی کیا
جو کہ خلاف مقصود ہے اور بعد اوسکے اپنی طرف سے لکھا ہے کہتک کئے جاؤ قال الاشعری
او عاریۃ بضاعۃ فرج اما اور حلال کرنا فرج حرم کا مہمان اور احباب کے لئے اعظم طاعات
اور عمدہ عبادات سے جیسا کہ ابن بابوہ قمی نے رقاع مین ایک توقیع صاحب الزمان سے اس
باب مین نقل کیا ہے اقول عاریت بضاعۃ فرج کا تو مذہب امامیہ مین ہرگز جایز نہین ہے چنانچہ پہلے
اس سے ہم لکھ چکے ہین کہ اسکی عدم جواز پر اجماع علماء امامیہ کا ہے اور تحلیل کنیز اگرچہ جایز ہے
لیکن اعظم طاعات نہین ہے اور باقی رہا اسکا جایز ہونا سو وہ مثل نکاح کے ہے کہ اسکا
صیغہ پڑھا جاتا ہے جیسے کہ نکاح کا صیغہ پڑھا جاتا ہے دو طرفین سے ایجاب قبول ہوتا ہے اور
بدون صیغہ عقد تحلیل و ایجاب قبول کی تحلیل صحیح نہین ہے بخلاف اہلسنت کے کہ
انکے اکابر کے نزدیک تحلیل اور بدون ایجاب قبول کے جایز چنانچہ عطا بن ابی رباح
کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مشایخ اور اساتذہ مین سے تھے وہ اپنی لونڈیونکو اپنے مہمانونکے پاس مباشرت
کے واسطے بھیجتا تھا چنانچہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ نقل اصحابنا
عن مذہبہ انه کان یری وطی الجواری باذن اربابهن وحکی ابوالفرج العجلی
ان عطا کان یبعث بجواریہ الی اضیافہ یعنی نقل کیا ہے اصحاب ہمارے نے
مذہب اسکے سے کہ وہ مباح جانتا تھا وطی کنیزونکی کو انکے مالکون کے اذن سے اور حکایت
کی ہے ابوالفرج عجلی نے کہ تحقیق عطا بھیجتا تھا لونڈیون اپنی کو طرف مہمانون اپنے کے
اور عبدالحق دہلوی نے رجال مشکوۃ مین ترجمہ عطا بن رباح مین لکھا ہے ابوحنیفہ اپنی سب
ملاقیون مین سے عطا کو افضل جانتا تھا اسصورت مین محمد اور ابو یوسف ہی فعل بجا

جنپر مدار اہلسنت کے مذہب کا ہے اور ابو حنیفہ کے قول کی عبد الحق نے اسطرح سے نقل کی ہے کہ ابو حنیفہ کہتا تہا ما رایت من لقیت افضل من عطا ابن ابی رباح پس جسوقت کہ عطا سا فقیہ اوستاد ابو حنیفہ تحلیل اماء کو جایز جانے بدون ایجاب قبول کی تو شیعون پر طعن کرنا کہ جو بدون ایجاب و قبول کے جایز نہین جانتے ہین سوا تعصب اور عداوت کے اور کیا ہے اور تماشا یہہ ہے کہ ہبہ اور عاریت کے الفاظ سے واقع کرنے صیغہ نکاح کو صحیح جانتے ہین اور تحلیل پر طعن کرتے ہین قال الاشعری اور اثنا راہ مین جناب مولوی صاحب دامت برکاتہم سے بابتہ مین مناظرہ جو دریافت کیا یہہ آپکی لیاقت تھی کیونکہ مناظرہ مین تساوی طرفین شرط ہے اور آپکی قوت علمیہ ظاہر مولویصاحب دام برکاتہم کی آپ مخاطب صحیح نہین ہو سکتی لہذا احقر الناس نے یہہ چند فقرہ آپکی تسکین خاطر کے لئے لکھدئے اور اللہ تعالی آپکو ہدایت صراط مستقیم کرے آمین ثم آمین

تمت

الراقم سید یعقوب علی پہونڈری یوم پنجشنبہ جمادی الثانی ۱۲۹۶ ہجری اقول شیخ فدا حسین صاحب کو جناب مولویصاحب سے مناظرہ منظور نہ تہا تا کہ لحاظ تساوی طرفین کا ہوتا بلکہ مولویصاحب نے خود وعدہ اثبات عدم جواز متعہ کا کیا تہا اور شیخ فدا حسین صاحب سے اقرار نامہ لکھوا لیا تہا اور پہر اون سے ثابت نہو سکا اور چند مور طعن لسان مین دیکہکر نقل کردی اور ایک شخص ناواقف کا نام لکہا مولویصاحب کی لیاقت تو یہین سے معلوم ہوگئی اور جو کچہہ اونہون نے لکہا تہا وہ سب رد ہوگیا اور اگر مولویصاحب کو کچہہ لیاقت ہو تو جواب اسکا شیعونکی کتابون سے لکہین جیسے کہ ہمنے اہلسنت کے کتابون سے لکہا ہے تکملہ ذکر تو متعہ کا تہا لیکن مولویصاحب کو مقدمہ مین کچہہ بن نہ آیا تو چند امور سوائے اسکے از راہ طعن کے لکہے اور یہہ نہ سمجہے کہ کسینے اسکا جواب بہی لکہا

لکھا ہوگا یا نہین اسلئے ہمکو بھی مناسب ہے کہ چند مسائل عجایب و غرایب اہل سنت
کے مذہب کے تحریر کرکے ناظرین کو خوش کرین اول ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی
مرد مشرق مین ہووے اور کسی عورت مغرب کی رہنی والی سے نکاح کرے اور
کبھی اوس عورت کی صورت کو نہ دیکھے اور وہ عورت اپنے گھر مین بیٹھی ہوئی جو کہ
مغرب مین ہے بچہ جنتی رہے تو وہ سب بچہ اُس مرد مشرقی کے ہونگے جسنے کبھی
اُس عورت کی شکل بھی نہین دیکھی اور جسنے بچہ جنا ہے تھی وہ محروم رہیگا چنانچہ
تفسیر کبیر مین امام رازی نے لکھا ہے ان المشرقی اذ تزوج بالمغربیة
وحصل هناك ولد فابو حنيفه اثبت النسب مع القطع بانه غير
مخلوق من مايه دوئم اور اگر کوئی اپنی مان یا بہن یا دختر یا خالا یا پہوپہی
سے نکاح کرکے مجامعت کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اُسکو حد نہ مارینگے اگرچہ
وہ کہے کہ مین جانتا تھا کہ یہہ مجھپر حرام ہے چنانچہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے
لو تزوج بذات محرم نحو البنت والاخت والام والعمة والخالة وجامعها لاحد
عليه في قول ابی حنيفة وان قال علمت انها علی حرام اور ہدایہ مین لکھا ہے کہ من
تزوج امرة لا يحل له نكاحها بان كانت من ذوی محارمه بنسبه كالام
او بنته فوطيها لم يجب عليه الحد عند ابی حنيفه وسفيان الثوری
وزفر وان قال علمت انها علی حرام سوم اور فخر الاسلام نے بزدوی مین
لکھا ہے کہ الصوفيه اكثرهم اهل السنة والجماعة ومنهم من يكون
صاحب الکرامت یعنی صوفی اکثر اہل سنت جماعت ہوتے ہین اور بعض انمین سے
صاحب کرامت ہوتے ہین جنکو اولیا اللہ کہتے ہین اور لکھا ہے کہ ایک فرقہ ان مین سے

ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جسوقت کہ خدا دوست رکھتا ہے بندہ کو تو اوس سے خطاب اوٹھ جاتا ہے
اور سب عبادت اوس ساقط ہو جاتی ہے نہ نماز پڑھتے ہین نہ روزہ رکھتے ہین و نہ کپڑے
چھپاتے ہین اور زنا اور اغلام سے سیر نہین ہوتے اور ایک فرقہ ان اولیا ہین جو
وہ آدمیونکی اونکو اور انکے عورتون کی فرج کو مباح اور حلال جانتے ہین کہ اسمین ماں
دختر اور خواہر کی بھی فرج آگئی یہہ اولیاء اللہ اہلسنت کے ہین کہ جنپر فخر کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اولیاء اہلسنت ہی ہین ہوئے ہین چہارم اور امام شافعی کے نزدیک
اپنی دختر سے جو کہ زنا سے اپنے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے نکاح کرنا جایز ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین
لکھا ہے قال ابو حنیفه المخلوقه من ماء الزانی یحرم علی الزانی و قال الشافعی انما
لیست بنتا فوجب ان لا یحرم پنجم اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو خرچ دیکر اوس سے
زنا کرے تو ابو حنیفہ کے نزدیک اوسپر حد جاری نہین ہوتی چنانچہ اختلاف الایمہ رحمہ اللہ
مین لکھا ہے او استاجر امرءة لیزنی بها ففعل وجب علیه الحد بالاتفاق
الا ما حکی عن ابی حنیفه انه قال لا حد علیه ششم اگر کوئی عورت طفل
یا مجنون سے وطی کروائے تو کسی پر حد جاری نہوگی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہے و اذا زنی
الصبی و المجنون بامرءة طاوعته فلا حد علیه و علیها ہفتم اگر کوئی کنیز کو
کسی سے قرض لیوے تو قرض لینے والیکو وطی کرنی اوس کنیز سے جایز ہے چنانچہ کتاب
اختلاف الایمہ رحمتہ للامۃ مین لکھا ہے قال المزنی و ابن جریر الطبری یجوز اقراض
الاماء اللواتی یجوز للمقترض وطیهن +

الراقم الاثم سید اظہر علی پھپوندوی

تمام شد